

رسائل و مسائل

اسلامی بینک کاری: چند ذہنی الجھنیں

سوال: آج کل ملک میں اسلامی بینک کاری کا بہت چرچا ہے اور ایک خاص مکتبہ فکر کے ماہرین اسلامی بینک کاری کے لیے خوب محنت کر رہے ہیں جب کہ جماعت اسلامی سے وابستہ لوگ اس سلسلے میں زیادہ سرگرم نہیں ہیں۔ میں نے ایک بینک میں اسلامی بینک کاری کی وجہ سے ملازمت کی ہے مگر اب تھوڑے بہت مطالعے کے بعد دل مطمئن نہیں۔ اس لیے آپ کی خدمت میں چند سوالات پیش ہیں:

۱- کیا اسلام میں بینک کاری کا کوئی وجود ہے؟ میرے خیال میں بیت المال، قرض حسنہ، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات کے واضح تصورات کی موجودگی میں لوگوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے کیا بینک کاری ضروری ہے۔ بالخصوص موجودہ اسلامی بینک کاری کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

۲- کیا کچھ افراد نفع و نقصان کی بنیاد پر ضرورت مندوں کو قرض فراہم کرنے کا کام کر سکتے ہیں؟ کیا باقاعدہ کوئی ادارہ بنا کر ایسا کام ہو سکتا ہے؟

۳- موجودہ اسلامی بینکوں کی پراڈکٹس جن کے متعلق خود ان کے بنانے والوں کی رائے ہے کہ یہ مکمل اسلامی نہیں ہیں بلکہ اسلامی بینک کاری کی جانب ایک پیش رفت ہیں، کیا ان بینکوں میں ملازمت کرنا جائز ہے؟ جب کہ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اسی کے ہم پلہ مجھے دوسری ملازمت بھی مل سکتی ہے؟

جواب: آج کی دنیا میں معاشی مسائل غیر معمولی اہمیت اختیار کر گئے ہیں اور خصوصاً

بنک کاری سے متعلق مسائل اہل علم کی خصوصی توجہ کے محتاج ہیں۔ آپ نے تین بنیادی سوالات اٹھائے ہیں اور آغاز میں ایک تبصرہ بھی کیا ہے کہ جماعت اسلامی سے متعلقہ افراد نے بنک کاری میں کوئی خاص سرگرمی نہیں دکھائی۔ حقیقت اس سے بہت مختلف ہے۔ جماعت اسلامی سے وابستہ دو قائدین پروفیسر خورشید احمد اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کو اسلامک ڈیولپمنٹ بنک کی طرف سے اسلامی معاشیات اور بینکنگ میں نئی فکر پیش کرنے پر ایوارڈ دیا گیا اور پروفیسر خورشید صاحب کو شاہ فیصل ایوارڈ بھی دیا گیا۔ جماعت سے وابستہ افراد نے نہ صرف نظری کام کیا ہے بلکہ عملاً خیبر بنک نے صوبہ سرحد میں اسلامی بنک کاری کا آغاز کیا ہے اور اس کام میں جماعت اسلامی کے ذمہ داران براہ راست حصہ لے رہے ہیں۔ پروفیسر خورشید صاحب اس کے شریعہ بورڈ کے سربراہ ہیں۔

آپ کے پہلے سوال کے سلسلے میں گزارش ہے کہ قرآن کریم 'قرض حسن' کی اصطلاح جس معنی میں استعمال کرتا ہے وہ غیر سودی قرض ہی ہے۔ یہ قرض اگر ایک فرد دے یا ایک ادارہ دونوں میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات کی تعاف کی محتاج نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل تجارتی سامان پر منافع میں شرکت اور منافع سے کمیشن کے اصول پر سیدہ خدیجہؓ کے کاروباری معاملات میں خود حصہ لیا اور بعد کے ادوار میں بھی امت میں اس پر عمل ہوتا رہا۔ ایک غیر سودی بنک بھی اسی طرح تجارتی سامان کی فراہمی پر اپنا ایک مقررہ کمیشن لیتا ہے جو اس کی خدمات کا معاوضہ تصور کیا جائے گا۔

موجودہ اسلامی بنک کاری کے لیے ہر معروف بنک نے اپنا ایک شریعہ بورڈ بنایا ہے جس میں ملکی اور بین الاقوامی شہرت کے ماہرین فقہ بنک کی پراڈکٹس کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کے اسلامی ہونے پر اپنی رائے دیتے ہیں، اور صرف وہ پراڈکٹس جاری کی جاتی ہیں جن کو بورڈ جائز قرار دیتا ہے۔

باہمی شراکت اور امداد باہمی کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے افراد بھی مل کر ایسے ادارے بنا سکتے ہیں جو ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کریں۔ ایسے ادارے اپنے شرکاء کی رضامندی سے جمع شدہ رقم کے ایک حصہ کو قرض دینے کا ادارہ بن سکتے ہیں اور باقی حصہ ان کے لئے رہے گا۔

نفع سے اداراتی ضروریات پوری کرنے کے بعد رقم کو مناسب طور پر شرکاء میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ موجودہ اسلامی بینک کاری پر یہ اعتراض عموماً کیا جاتا ہے کہ یہ مکمل طور پر اسلامی نہیں ہے بلکہ اس جانب ایک قدم کی حیثیت رکھتی ہے۔ جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اولاً: ایسے بینک موجود ہیں جو اپنے بارے میں مکمل طور پر اسلامی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے معاملات کو باقاعدگی سے فقہی ماہر جانچتے رہتے ہیں۔ لیکن فرض کر لیا جائے کہ دعوے کے باوجود یہ بینک مکمل طور پر اسلامی اصولوں پر عمل نہیں کر پارہے تو کیا ایسی صورت میں ایسے ادارے بند کر دیے جائیں اور اس وقت تک انھیں دوبارہ نہ کھولا جائے جب تک وہ ہر معاملے میں مکمل طور پر شریعت کے اصولوں پر عمل کرنے کا ثبوت نہ پیش کر دیں؟

میرے خیال میں یہ کہنا تو بہت آسان ہے لیکن ایسے مثالی بینک کے وجود میں آنے تک جو لوگ حرام سے بچنا اور حلال پر عمل چاہتے ہیں وہ کیا کریں؟ اس لیے اس عبوری مدت (transitory period) میں جس حد تک اسلامی پراڈکٹس کو متعارف کرایا جاسکے اس کی کوشش کرنا چاہیے۔

رہا ملازمت کا معاملہ تو اگر آپ کی تحقیق کی حد تک ایک بینک میں اسلامی اصول کا فرما ہیں تو محض گمان کی بنا پر اس سے علیحدگی کا کوئی جواز نہیں پیش کیا جاسکتا۔ اسلامی احکام کی بنیاد ظاہر پر ہے اور جب تک وہ خرابی جس سے آپ پریشان ہیں واضح طور پر حرام نہ ہو محض گمان کی بنا پر اسے حرام قرار دے لینا مناسب نہیں۔ اگر کسی ایسے اسلامی بینک کی ملازمت کے مقابلے میں ایک ایسی ملازمت مل سکتی ہے جس میں آپ کو حالیہ ملازمت سے زیادہ اطمینان ہو تو اطمینان کی بنا پر آپ دوسری ملازمت شوق سے اختیار کر لیں تاکہ جتنی غلطیاں سے نجات ملے، گو ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔

کسی بھی مروجہ نظام کی جگہ ایک ایسا نظام لانا جو مکمل طور پر اسلامی اصولوں پر مبنی ہو ایک طویل، منظم اور مسلسل جدوجہد کے بعد ہی ممکن ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ مغرب کی سیکولر ڈیموکریسی اسلامی نقطہ نظر سے غیر اسلامی ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوتا لیکن اسلام میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

فوجی انقلاب، خونخواری انقلاب اور جمہوری عمل کے ذریعے اسلامی نظام کا قیام تین معروف طریقے ہیں۔ اگر جمہوری عمل کو اختیار کیا جائے تو ظاہر ہے اس عمل کے دوران کچھ عرصے کے لیے جمہوری اداروں میں شرکت کرنا ہوگی، جب کہ وہ اصولی طور پر لادینی نظام پر چل رہے ہوں گے۔ اس عبوری عرصے کے لیے اس برائی کو گوارا کیے بغیر تبدیلی کا عمل ممکن نہیں ہوگا، الا یہ کہ ایک ایسا غیر خونخواری انقلاب برپا ہو جو ان اداروں کو راتوں رات تبدیل کر دے۔

اسلامی انقلاب کے لیے جہاں ایسے افراد کار کی تیاری بنیادی شرط ہے جو مکمل طور پر اللہ کی بندگی اختیار کر چکے ہوں، وہاں ان افراد کا سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی میدانوں میں آگے بڑھ کر شرکت کرنا اور عبوری دور میں بھی اپنے کردار عمل سے اعلیٰ سیرت کا مظاہرہ کرنا اس عمل کا لازمی حصہ ہے۔ یہ کام معاشرے اور اداروں سے کٹ کر اور باہر بیٹھ کر نہیں کیا جاسکتا۔ تبدیلی کا راستہ بعض اوقات ایسے مقامات سے بھی گزرتا ہے جہاں بعض ناگوار حالات ہوں لیکن جب تک منزل مقصد درست اور درست ہو ایسا کرنا ناگزیر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب (ذاکٹر انیس احمد)

مسئلہ تقدیر

س: ایک شخص نے ایک عجیب اعتراض پیدا کیا ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ مذہب کی تعلیمات کے مطابق ہر شخص کی موت کا وقت معین ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاخیر و تقدیر نہیں ہو سکتی۔ لیکن دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اقوام مغرب نے حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی اور بیماریوں کی روک تھام کر کے اپنی عمروں کے اوسط میں اضافہ اور شرحِ اموات میں کمی کر لی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر کا بڑھانا گھٹانا اور موت کو ٹالنا انسان کے بس میں ہے۔ اس بات کو واضح کریں کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے۔ آیا زندگی کی مدت اور موت کی گزری مقرر ہے یا اس میں رد و بدل انسان کے بس میں ہے؟

ج: آپ نے جو سوال کیا ہے وہ دراصل ایک بڑے اور بنیادی سوال کا جز ہے۔ وہ بنیادی